Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل لاہور

یوم پنجشنبہ (جمعرات)

ربیع الاوّل سنہ ۱۳۶۹ھ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ "
سہ ماہی ۶ "
ماہوار ۲½ "
فی پرچہ ۱ر

جلد ۳۸/۴ | ۵ صلح ۱۳۲۹ھش | ۵ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء | نمبر ۲

اخبار احمدیہ

مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کے متعلق رپورٹ مظہر ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے آج کل طبیعت ٹھہری ہوئی ہے۔ احباب موصوف کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

میرا بچہ عزیزم صلاح الدین سلمہ اللہ چار روز سے بعارضہ بخار و کھانسی بیمار ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ عزیز کو شفاء عاجل عطا فرمادے۔ آمین

ولادت:۔ قاضی محمد صدیق کاتب الفضل کو آج اللہ تعالےٰ نے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ لیکن زچہ کی حالت بوجہ نقاہت کمزور ہے احباب انہیں اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ موصوفہ کو صحت بخشے۔ ادارہ

حکومت ہر شہری کو زیادہ سے زیادہ آزادی دینا چاہتی ہے

کراچی ۴ جنوری۔ آج پاکستان کے وزیر داخلہ نے حکومت کی پالیسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ شہریوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی رائے دی جائے۔ لیکن اگر کسی شخص کی سرگرمی مملکت کی سلامتی کے لئے نقصان دہ ہو گی تو اسکے خلاف سخت کاروائی کی جائیگی آپ نے یہ جواب آج پارلیمان میں کانگرس کی اس قرارداد کے خلاف تقریر کرتے ہوئے دیا جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ حکومت کے افسروں پر نکتہ چینی کو مملکت پر نکتہ چینی قرار نہ دیا جائے۔ آپ نے کہا یہ قرارداد شر انگیز ہے۔ ہمارے ملک کے افسر انتہائی فرض شناس ہیں۔ اور انہی کی مساعی جمیلہ کے طفیل پاکستان آج مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔

صدر جمہوریہ انڈونیشیا مستقبل قریب میں پاکستان تشریف لائیں گے

کراچی ۴ جنوری۔ جمہوریہ انڈونیشیا کے وزیر اعظم عبد الرحیم سکارنو مستقبل قریب ہی میں پاکستان تشریف لائیں گے۔ آپ نے پاکستان میں تشریف لانے کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اس امر کا انکشاف آج بعد دوپہر پریس کانفرنس میں پاکستان کے وزیر صنعت چوہدری نذیر احمد خاں نے کیا۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ دونوں ملکوں میں اکثریت مسلم قوم ہے اور کوئی تنازعہ اختلاف بھی موجود نہیں ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ دونوں ملک باہم ثقافتی اور تمدنی سلسلوں میں منسلک ہو جائیں۔ اسکے لئے بہتر ہو گا کہ دونوں ملکوں میں باہم طلبہ کے وفود کا تبادلہ کیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ دعوت صدر جمہوریہ انڈونیشیا کو وزیر صنعت نے آزادی کی تقریب پر دی تھی۔ جب آپ پاکستان کی طرف سے وہاں شمولیت کے لئے گئے تھے آپ نے اس امر کا اظہار بھی کیا کہ وہاں میں نے کمیونزم کو سرایت ہوتے دیکھا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر اسلام کے نظریات کی کامل اشاعت نہ کی گئی۔ تو کمیونزم زیادہ سرایت کر جائے گی۔

آج جوگجکارتا میں صدر جمہوریہ انڈونیشیا مسٹر سکارنو نے بھی ایک بیان میں پاکستان اور انڈونیشیا کے درمیان ثقافتی اور تمدنی تعلقات کی استواری پر زور دیا اور بتایا کہ کس طرح انڈونیشیا کے عوام پاکستان کے متعلق دوستانہ اور خیر سگالی کے جذبات رکھتے ہیں آپ نے حکومت پاکستان کی اس جدوجہد کو بھی سراہا جو اس نے انڈونیشیا کی جدوجہد آزادی کے سلسلے میں انجام دیں ہیں۔ آپ نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ دونوں ملکوں میں باہم ثقافتی وفود کا تبادلہ اور طلبہ کی آمد و رفت ہونی چاہیئے۔

مراکش میں فرانسیسی حکومت کے خلاف دو مزید احتجاج

لندن ۴ جنوری۔ مراکش کی موجودہ حکومت کے خلاف وہاں کی قومی تحریک نے دو مزید احتجاج کئے ہیں۔ پہلا جھگڑا ٹریڈ یونین کے متعلق ہے جسے منانے کی وہاں کی پوری آبادی کو آزادی ہے۔ اور جو منعقد دیں۔ فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل کوشش کر رہے ہیں کہ ٹریڈ یونین میں فرانسیسی عوام کی کثیت کے لئے بھی دفعہ شامل کر لی جائے تاکہ مراکشی اور فرانسیسی ایک ہی یونین میں شامل ہو سکیں۔ دوسرا جھگڑا اس تجارتی معاہدے کے متعلق ہے جو فرانسیسی حکومت نے مراکش کی طرف سے امریکہ سے کیا ہے۔ "استقلال" یا ریذیڈنٹ پارٹی کا احتجاج یہ ہے کہ ان مذاکرات میں کسی مراکشی نے حصہ نہیں لیا۔ (رسٹار)

بہاولپور مجلس کے مخالف گروہوں کے اختلاف باقی ہیں

بغداد الجدید ۴ جنوری۔ مجلس کے مخالف گروہوں کے اختلاف جن کی سرکردگی مخدوم زادہ حسن محمود اور مخدوم روشن چراغ کر رہے ہیں۔ بدستور جاری ہے۔ مجلس کے بعض ایسے ارکان جو مخدوم روشن چراغ کی جانب چلے گئے تھے۔ انہوں نے سید حسن محمود میں اپنے اعتماد کا پھر اعادہ کیا ہے۔ وزیر اعظم اس مہینہ کے آخر ہفتہ میں پارٹی کی قیادت کا مسئلہ طے کرنے کے لئے مجلس کا اجلاس طلب کر رہے ہیں (رسٹار)

پولینڈ اور انگلستان کا کوئلہ معاہدہ طے پا گیا

کراچی ۴ جنوری ہندوستان نے پاکستان کو کوئلہ کی ترسیل بند کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے پاکستان نے اس سے پیدا ہونے والی صورت حالات کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ پولینڈ سے جو کوئلہ حاصل کرنے کے لئے بات چیت ہو رہی ہے۔ اگرچہ پاکستان کی حکومت کوئلہ کے حصول کے لئے ہر ذریعہ استعمال کرے گی۔ لیکن وہ جنوبی افریقہ سے کوئلہ حاصل نہیں کرے گی۔ معاہدے کے مطابق پولینڈ پاکستان کو ایک لاکھ ٹن کوئلہ مہیا کرے گا۔ اب ۵۰۰۰۰ ٹن کوئلہ فالفور حاصل کرنے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ برطانیہ نے ایک لاکھ ٹن کوئلہ مہیا کرنے کا اقرار کیا ہے۔ ہر ہفتہ تین جہاز ڈ پولینڈ سے اور ایک برطانیہ سے پاکستان کوئلہ لے کر آنا شروع ہو جائیں گے۔

شام میں پاکستانی سفارتخانہ

کراچی ۴ جنوری۔ حکومت پاکستان نے شام میں سفارت خانہ قائم کر دیا ہے۔ قاہرہ میں مقیم پاکستانی قونصل مسٹر جلال الدین عبد الرحیم شام میں ناظم الامور ہوں گے۔

آل پاکستان وومنز ایسوسی ایشن کی مساعی

شیخوپورہ ۴ جنوری بیگم صاحبہ اعجاز حسین شاہ ڈسٹرکٹ پریذیڈنٹ آل پاکستان وومنز ایسوسی ایشن شیخوپورہ نے ایسوسی ایشن کی رکنیت میں اضافے کا ہفتہ منانے کے سلسلے میں جو صدارتی خطبہ پڑھا اس میں پاکستانی بہنوں کو تلقین کی کہ وہ بھی مردوں کے دوش بدوش اپنی صلاحیتوں اور استعداد کو کامل احساس اور فرض شناسی کے ساتھ بروئے کار لائیں آپ نے کہا جو مسائل اس وقت پاکستان کو درپیش ہیں وہی ہمارے اغراض و مقاصد ہیں۔ اول اس انجمن میں زیادہ سے زیادہ شمولیت اور اس سے کماحقہ تعاون۔ دوسرے خلق کی رضا مندی ہوئی۔ اور تقدیر سے ہاری ہوئی عورتوں کی بر آمدگی اور نیز مسئلہ تعلیم بالغان۔ کہ ہم اپنے ملک سے تعلیمی افلاس کو دور کریں آخر میں آپ نے فضول خرچی سے باز رہنے۔ کشمیری مہاجرین کی دادرسی اور ان کے لئے جرسیاں۔ گرم کپڑے اور دوائیں وغیرہ فراہم کرنے کی تاکید کی۔

براہ راست لاسلکی تعلق

پشاور ۴ جنوری۔ دہلی اور کابل کے درمیان براہ راست لاسلکی کا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلے میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک معاہدے پر بھی دستخط ہوئے تھے

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ویسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس موہن لال روڈ لاہور میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور

۵ دسمبر ۱۹۵۰ء

یہ ڈھونگ اس وقت کیوں؟

چوہدری ظفر اللہ خان کے متعلق احراریوں نے نہائت دیدہ دلیری اور "دزدے بکف چراغ دارد" کے انداز سے ایک نہائت بے بنیاد افواہ اڑائی اور بعض دشمنان احمدیت نے محض اس لئے کہ پاکستان کا یہ بہادر سپوت جس نے نہ صرف اسلامی دنیا میں بلکہ تمام دنیا میں پاکستان کی دھاک باندھ دی ہے۔ جس نے دنیا کے بڑے سے بڑے سیاست دانوں سے خراج تحسین وصول کیا ہے جس نے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام اسلامی ممالک کا وقار اکناف عالم میں بڑھایا ہے۔ اور جس نے تمام اسلامی دنیا کے مسائل کی اقوام متحدہ کی مجلس میں ایسی شاندار ترجمانی کی ہے۔ کہ ان ممالک کے اکابر کے نعرہ ہائے آفرین وتحسین سے فضا گونج رہی ہے۔ محض اس لئے کہ پاکستان کا یہ بہادر سپوت احمدی ہے۔ اس بے بنیاد افواہ کو لئے اڑ رہے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس افواہ کو اڑانے والے کون ہیں۔

ویسے تو دشمنان احمدیت احمدیت کے خلاف ہر بے بنیاد بہتان کو اپنا لینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور سیدھی بات سے بھی الٹے معنے نکالنے کی کوشش بے سود کرتے رہتے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ بعض لوگ احمدیت دشمنی سے اتنے اندھے ہو رہے ہیں۔ کہ وہ یہ بھی سوچنے کے قابل نہیں رہے۔ کہ خاص اس وقت جبکہ پاکستان کے دشمن اس کے لئے مختلف مشکلات پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ دشمنان پاکستان کا یہ گروہ جو احراری کہلاتا ہے "خطرہ مرزائیت" کا اپنا پرانا ڈھونگ کیوں از سر نو لے بیٹھا ہے؟

ہم یہ جانتے ہیں کہ مولوی ظفر علی خان صاحب احمدیت کے دشمن ہیں۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کا اخبار روزنامہ زمیندار چالیس سال سے احمدیت کے خلاف زہر اگلتا رہا ہے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ علاوہ مذہبی عناد کے دیگر کیا کیا موثرات ہیں۔ جو اب بھی اسکو گاہ بگاہ مخالفت پر ابھارتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ امید نہیں تھی۔ کہ خاص اس وقت جبکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ احراری کیوں مرزائیت کا ڈھونگ از سر نو رچا رہے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں بھی وہ ان کی شنیع اغراض ومقاصد کو نہیں سمجھے گا۔ اور ان کے جال میں اس طرح آجائیگا۔

ہم یہ صاف صاف بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا اشارہ کسی انتخابی سٹنٹ کی طرف قطعاً نہیں ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ محض انتخابات کی خاطر کوئی پاکستان کی حقیقی خیر خواہ پارٹی احراریوں کی گلا بازی کی خدمات حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ احراریوں کی خدمات اپنی شکست وہزیمت پر قبل از وقت مہر تصدیق ثبت کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے ہمیں یقین واثق ہے۔ اور معاصر روزنامہ زمیندار کو بھی یقین ہونا چاہیئے۔ کہ ایسی جمعیت کو جو کھلم کھلا برسر بازار قائد اعظم اور دیگر زعمائے لیگ کو رسوا کرنے سے بھی نہیں چوکی تھی۔ اور جس کی ذہنیت اسفل ترین درجہ پر گر سکتی ہے۔ ایسی جمعیت کو کوئی سیاسی پارٹی جو ذرا بھی ہوشمندی سے کام لے گی انتخابی مہم میں اپنے پاس تک پھٹکنے نہیں دے گی۔

پھر یہ سمجھنا بھی آسان ہے کہ انتخابات اور پاکستان کے اندرونی معاملات میں "خطرہ مرزائیت" کا ڈھونگ رچانا نہ تو کسی سیاسی پارٹی کے کارآمد ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی سیاسی پارٹی خواہ مخواہ احمدیوں کو جو پنجاب کے ہر ضلع میں پھیلے ہوئے ہیں ناراض کرنا پسند کریگی خاصکر جبکہ احمدی کوئی سیاسی پارٹی نہیں ہیں۔ اور نہ بطور سیاسی پارٹی کے انتخابات میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں تھوڑی سی عقل رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ خواہ کوئی غیر دانشمند سیاسی پارٹی بھی احراریوں کی پشت پناہی کر رہی ہو۔ مگر ان کے موجودہ ڈھونگوں کی جڑیں اس سے بہت گہری ہیں۔ جتنی کہ پنجاب کی یا پاکستان کی صرف اندرونی سیاسیات سے تعلق رکھتی ہیں۔

ہم اس امر کی زیادہ تشریح کرنا نہیں چاہتے جو لوگ اس وقت پاکستان کے اردگرد کے معاملات کے متعلق خبروں کا مطالعہ سرسری نظر سے بھی کرتے ہیں۔ وہ نہائت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ احراریوں کے "خطرہ مرزائیت" کے ڈھونگ کی جڑیں کہاں تک پہونچتی ہیں۔ اور ان کی یہ افترا سازیاں کس خطرناک سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس حقیقت کو کون بھول سکتا ہے۔ کہ احراریوں نے تقسیم سے پہلے پاکستان کے خلاف جو غدارانہ مہم جاری کر رکھی تھی۔ اس کو پانی کہاں سے ملتا تھا پھر سب پاکستان کے مسلمان یہ بھی جانتے ہیں کہ اس وقت بھی "خطرہ مرزائیت" کا ڈھونگ سب سے بالا تھا۔ اور تقریروں اور تحریروں سے اس کا اظہار کیا جاتا تھا بلکہ ایسے کارٹون بنا کر بھی شائع کئے جاتے تھے۔ جن میں یہ دکھایا جاتا تھا۔ کہ مسلم لیگ کی راہ نمائی دراصل "مرزائی" کر رہے ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ ایسے کارٹون ہزاروں کی تعداد میں چھاپ چھاپ کر ہر دودھ فروش اور پان فروش کی دکان پر چسپاں کئے جاتے تھے ایک کارٹون میں لیگ کی جدوجہد کو ایک ریل گاڑی کی صورت میں دکھایا گیا تھا۔ جس کو "مرزائیت" کا انجن کھینچ رہا تھا۔

کیا یہ حیرت نہیں ہے کہ وہی احراری جو تقسیم سے ذرا پہلے مرزائیت کو پاکستان کا واحد راہ نما بیان کرتے تھے۔ آج وہی احراری چوہدری ظفر اللہ خان کے متعلق ایک ایسی افترا گھڑتے ہیں کہ باوجود اسکو بے بنیاد سمجھنے کے احراری غدارانہ ذہنیت سے بالکل بے خطر ہو کر مولوی ظفر علی خان کا روزنامہ بھی بلا سوچے سمجھے محض اپنی احمدیت دشمنی کے جذبہ کی تسکین کے لئے اور بعض غیر ضروری مقاصد کے پیش نظر جن کی حفاظت پاکستان کے مقابلہ میں کوئی بھی حقیقت نہیں۔ احراریوں کی سُر میں اپنا سُر بھی ملا رہا ہے۔

ہم کسی سے یہ نہیں کہتے کہ وہ احمدیت کی مخالفت نہ کرے۔ کرے اور ڈنکے کی چوٹ کرے کیونکہ ہمارا پختہ اعتقاد یہ ہے۔ کہ اگر ساری کی ساری دنیا احمدیت کے خلاف اٹھ کھڑی ہو۔ اور دنیا میں صرف ایک ہی احمدی رہ جائے۔ پھر بھی ہمارا پختہ اور اٹل اعتقاد ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا یہی فیصلہ ہو چکا ہوا ہے۔ کہ احمدیت تمام دنیا پر غالب آئے گی۔ غالب آکر رہے گی۔ کیونکہ نہ صرف اس لئے کہ جو اسلام احمدیت پیش کرتی ہے وہی اسلام قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلعم ہے بلکہ اس لئے بھی کہ اللہ تعالےٰ کا موعود مسیح علیہ السلام آچکا ہے۔ اور اب کوئی نہیں آئے گا۔ اور ہم نے اس کو پہچان لیا ہے۔ وہی جس کے ہاتھ سے آخری زمانہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام کناروں پر نصب کیا جانا مقدر ہے۔ اس لئے ہمیں احمدیت کے بڑے سے بڑے دشمن کا بھی رتی بھر خوف نہیں ہے ؎

ہمارے پاس مسیحا تمہارے پاس ہی کیا؟
تمہیں ہراس اجل ہے ہمیں ہراس ہے کیا؟

احمدیت کسی چوہدری ظفر اللہ خان کے بل پر نہیں کھڑی ہوئی۔ اور نہ کسی اور کے سہارے پر ترقی کر رہی ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی اندھا نہیں۔ ارے اندھو ہر سچا احمدی چوہدری ظفر اللہ خان ہے۔ اس لئے نہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان پاکستان کا وزیر خارجہ ہے اور تمام دنیا اس کی لیاقت کا لوہا مانتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ خود چوہدری ظفر اللہ خان ہر سچے احمدی کا بھائی بننا اپنی دنیا اور اپنی عاقبت کے لئے بہتر سمجھتا ہے۔

مذہب کے نام پر دنیا کو پوجنے والو! احمدیت ہر دنیاوی طاقت سے بے نیاز ہے۔ کیونکہ احمدیت کو کھڑا کرنے والی ذات بڑی بے نیاز ہے۔ اگر تمہارے پاس انصاف ہوتا تو تم سمجھتے۔ کہ پاکستان کی وزارت خارجہ نے چوہدری ظفر اللہ کو نہیں بنایا۔ بلکہ اگر سچ پوچھتے ہو تو ... مگر نہیں ؏

جو کہنا چاہتا ہے جی ہم وہ کہہ نہیں سکتے

اس لئے ہمیں کامل یقین ہے کہ احراری یا ان کے ہوا خواہ احمدیت کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے۔ لیکن جو لوگ احراریوں کو جانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ "خطرہ مرزائیت" کا ڈھونگ پاکستان کے لئے ضرور خطرہ کا الارم ہے۔ اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ وہ اس بار بھی اسی طرح ناکام ہونگے۔ جس طرح وہ پاکستان کی مخالفت کر کے پہلے ناکام ہو چکے ہیں۔ لیکن خطرہ خواہ کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اس کا انسداد نہ کرنا دور اندیشی کے اصولوں کے خلاف ہے۔ معاصر زمیندار سے تو صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ خوشی سے احمدیت کی مخالفت کرے۔ مگر نزاکت معاملہ کو سمجھ لے۔ لیکن ہم تمام بہی خواہان پاکستان خاصکر حکومت پاکستان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ پاکستان کے ہر دلعزیز وزیر خارجہ کے متعلق بے بنیاد افترا بازی کو کب تک گوارا کیا جائے گا۔ حکومت کو سمجھنا چاہیئے کہ اس سے کتنے دور رس نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

آخر سوچنے کی بات ہے کہ احراریوں کی باسی کڑہی میں خاص اس وقت ابال کیوں آیا ہے۔ جبکہ افغانستان بھی اپنی پاکستان دشمنی کی جدوجہد تیز تر کر رہا ہے۔ اور اس نے تمام پاکستانی اخباروں کا افغانستان میں داخلہ بند کر دیا ہے۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔ جو صاحب استطاعت احمدی الفضل خود خرید کر نہیں پڑھتا وہ اپنا فرض کما حقہ ادا نہیں کر رہا۔

خاتم النبیین کے حقیقی معنی اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ

عربی محاورات کی تحقیق اور کتب لغت کے دو واضح حوالے

جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسرے فرقے تاویل سے کام لیتے ہیں

از مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعہ احمدیہ

(۱)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے سب فرقے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ جملہ محققین علمائے اسلام کا اس امر پر بھی اتفاق ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام مدح پر بیان فرمایا ہے۔ اس حقیقت ثابتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے خاتم النبیین کے معنے متعین کرنے کا سوال فوراً حل ہو جاتا ہے۔ جناب مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم بانیٔ مدرسہ دیوبند نے خوب فرمایا ہے کہ

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۳)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور مقام خاتمیت آنحضرت کا امتیازی مقام ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ حضور علیہ السلام اس خاتمیت میں منفرد اور یگانہ ہیں۔ بلکہ یوں کہنا انسب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ ان سب میں سے اعلیٰ وارفع مقام خاتمیت کا ہے۔ اور یہ ہمارے آقا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا طغرائے امتیاز ہے۔

(۲)

اخبار "الاعتصام" کے مدیر صاحب نے لکھا ہے کہ

"ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس میں کسی نوع کی تاویل کی گنجائش نہیں نکل سکتی"۔ (۱۶ دسمبر ۱۹۴۹ء)

بلاشبہ یہ درست ہے کیونکہ جب نص قرآنی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ آپ کو خاتم النبیین یقین کرے۔ اور اس عقیدہ سے سرمو انحراف اختیار نہ کرے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کسی نوع کی تاویل کی گنجائش نہیں نکل سکتی مگر کیا خاتم النبیین کے معنوں کا متعین کرنا آیات قرآنیہ احادیث [illegible] محاورات عربیہ اور حوالہ جات لغویہ کی روشنی میں متعین کرنا تاویل کہلاتا ہے؟ اگر یہ تاویل ہے۔ تو پھر جملہ مفسرین اور شارحین تاویل کنندگان قرار پائیں گے۔ تمام اولیائے امت اور متکلمین کو تاویل کرنے والے قرار دینا پڑے گا۔ لیکن اگر تاویل سے مراد لفظ کے حقیقی معنوں سے انحراف کرنا ہے۔ تو اس کا فیصلہ کہ کونسا فریق تاویل کرتا ہے لفظ کے حقیقی معنے متعین کرنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔ پس لفظ خاتم النبیین کے معنوں کا تعین کرنا تاویل نکالنا نہیں بلکہ یہ لازمی اور ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کون لوگ حقیقی معنے ماننے والے ہیں۔ اور کون لوگ تاویل کی گنجائش نکالنے کے درپے ہیں۔

(۳)

لفظ خاتم النبیین کے حقیقی معنوں کے تعین کے لئے دو باتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ لفظ ختم (مصدر) کن معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ دوم لفظ خاتَم (بفتح تاء) جب کسی جماعت کی طرف مضاف ہو اور وہ جماعت مراتب ومناصب رکھنے والے افراد کی ہو۔ اور یہ مرکب اضافی مقام مدح میں استعمال ہوا ہو۔ تو اس صورت میں خاتم کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ میں تمام انصاف پسند محققین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ محققانہ انداز میں نہ کہ عوام کی رَو میں بہتے ہوئے ان دو پہلوؤں پر غور کر کے خاتم النبیین کے حقیقی معنے متعین کر لیں۔ اور اس کے بعد فیصلہ کریں کہ تاویل کرنے کا الزام جماعت احمدیہ پر عائد ہوتا ہے یا جماعت احمدیہ کے مخالف فرقوں پر؟

یاد رہے کہ لفظ ختم کے حقیقی معنے صرف دو ہیں (۱) مہر یا انگوٹھی کا نقش پیدا کرنا (۲) مہر یا انگوٹھی سے پیدا شدہ نقش۔ اس کے علاوہ جو معنے بھی ہیں وہ سب مجازی ہیں۔ امام لغت ابوالقاسم الراغب الاصفہانی اپنی لغت قرآن مجید میں تحریر فرماتے ہیں۔

"الختم والطبع یقال علی وجہین مصدر ختمت وطبعت وھو تاثیر الشیٔ کنقش الخاتم والطابع والثانی الاثر الحاصل عن النقش ویتجوز بذالک تارۃ فی الاستیثاق من الشیٔ والمنع منہ اعتباراً بما یحصل من المنع بالختم علی الکتب والابواب نحو ختم اللہ علی قلوبھم وختم علی سمعہ وقلبہ وتارۃ فی تحصیل اثر عن شیٔ اعتباراً بالنقش الحاصل وتارۃ یعتبر منہ بلوغ الآخر ومنہ قیل ختمت القرآن۔"

(المفردات فی غریب القرآن)

ترجمہ: لفظ ختم اور طبع دو طرح استعمال ہوتا ہے (۱) فعل ختمت اور طبعت کے مصدر کی صورت میں اور وہ کسی چیز پر اثر پیدا کرنے کے معنوں میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ انگوٹھی یا مہر کے نقش اتارنا (۲) خود وہ اثر جو مہر لگانے سے بطور نقش پیدا ہو جاتا ہے اس مجازاً یہ لفظ کبھی کسی چیز کو سختہ باندھنے اور دوسری چیز سے روک دینے کے معنوں میں بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس بندش کے اعتبار سے ماخوذ ہے۔ جو کتابوں یا دروازوں پر مہر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسے ختم اللہ علی قلوبھم یا ختم علی سمعہ وقلبہ کی آیت میں ہے۔ پھر کبھی اس لفظ سے النقش الحاصل کے اعتبار سے کسی چیز کا اپنا اثر پیدا کرنے اور اپنے نقش سا نقش بنانے کا مفہوم بھی لیا جاتا ہے۔ اور کبھی یہ لفظ انتہا تک پہنچنے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ جیسا کہ ختمت القرآن کے فقرہ میں مراد لیا جاتا ہے

امام راغب کا یہ واضح حوالہ بتا رہا ہے کہ لفظ ختم کے حقیقی معنے نقش پیدا کرنا یا خود پیدا شدہ نقش کے ہیں۔ ان حقیقی معنوں سے آگے مجازاً اور اعتباراً متعدد مفہوم پیدا کئے گئے ہیں۔

(۴)

باقی رہا امر دوم کہ لفظ خاتم بصورت مضاف الی الجماعۃ جب مقام مدح پر استعمال ہو تو اس کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ تو میں علیٰ وجہ البصیرت اعلان کرتا ہوں کہ عربی زبان میں ایسے مضاف کے معنے کبھی بھی بند کرنے والے کے مستعمل نہیں ہوئے۔ بلکہ ایسا مضاف ہمیشہ ان معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کہ وہ فرد جس کی مدح میں وہ مضاف استعمال ہوا ہے وہ اس گروہ کا افضل ترین وجود ہے۔ ان کے لئے باعث زینت وافتخار ہے۔ لفظ خاتم اس اضافی شکل میں صدہا مرتبہ استعمال ہوا ہے ادباء اسے استعمال کرتے رہے۔ مفسرین ومحدثین نے اسے استعمال کیا۔ اولیاء اور صوفیاء نے اسے استعمال کیا۔ علماء اور شعراء اسے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے ہیں خاتم الاولیاء خاتم الاصفیاء۔ خاتم المحققین خاتمۃ المجتہدین۔ خاتم المفسرین۔ خاتم المحدثین اور خاتم الشعراء وغیرہا الفاظ ہمیشہ بکثرت استعمال ہوتے رہے ہیں۔ تمام فرقوں کے لوگ سنی اور شیعہ وغیرہ استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور ان تمام مقامات مدح پر ان کے معنے بجز اس کے کچھ نہ تھے۔ کہ قائل کے نزدیک ممدوح اس جماعت کا افضل ترین فرد ہے۔ اور ان کے لئے باعث زینت ہے۔ اگر کسی عالم کو ہمارے اس قاعدہ سے اختلاف ہو۔ اور وہ سارے عربی لٹریچر کے استعمال میں اس کے خلاف ایک مثال بھی پیش کر سکتا ہو۔ تو ہماری طرف سے اسے دعوت ہے بلکہ تحقیق کی غرض سے ہماری عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ وہ اس مثال کو ضرور پیش کرے۔ آج تک اس ملک میں اور بلاد عربیہ میں بھی اس قاعدہ کے خلاف اہل عرب کا ایک استعمال تک پیش نہیں کیا جا سکا۔ اور اس کے برعکس اس قاعدہ کی تائید میں بکثرت مثالیں موجود ہیں اس استقرائیہ قاعدہ کے رو سے خاتم النبیین کے معنے یہی ہو سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جملہ نبیوں سے افضل اور سب سے زیادہ صاحب کمالات اور ان کے لئے باعث زینت ہیں۔ اس کی تائید لغت کی کتاب مجمع البحرین کے ذیل کے حوالہ سے بھی ہوتی ہے لکھا ہے۔

"ومحمد خاتم النبیین یجوز فیہ فتح التاء وکسرھا فالفتح بمعنی الزینۃ ماخوذ من الخاتم الذی ھو زینۃ للابسہ"

کہ خاتم النبیین (بفتح تاء) کے معنے یہ ہیں کہ جسطرح انگوٹھی پہننے والے کے لئے انگوٹھی زینت اور خوبصورتی کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام کے لئے زینت اور خوبصورتی کا موجب ہیں۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنے ہے کہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۵ پر)

سیدۃ النساء حضرت نصرت جہان بیگم صاحبہ ام المومنین اطال اللہ بقاءھا

(۱)

(از مکرم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فروری ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ اور حضور کی پہلی شادی ۱۸۴۹ء میں ہوئی۔ اور ۱۸۵۳ء میں میرزا سلطان احمدؓ صاحب مرحوم پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر مرزا فضل احمدؓ صاحب پیدا ہوئے۔ اس کے بعد حالات کچھ ایسے پیدا ہوئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا تعلق پہلی بیوی ... ہو گیا۔ اور عرصہ بیس سال سے اولاد ہونی بند ہو چکی تھی۔ چنانچہ جب حضور کی عمر ۱۸۸۴ء میں انچاس سال کو پہنچی۔ تو اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب معجزانہ سلوک حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دیکھتے ہیں۔ یہ ویسا ہی سلوک تھا۔ جو ہم قرآن شریف میں دو عظیم الشان نبیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پڑھتے ہیں۔ ویسے تو سلسلہ خلق ماء مھین سے ہی ہوا ہے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے۔ جب بڑھاپے کی عمر میں ان کی قوت ختم ہو گئی۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے بطور موہبت ان کو قوت بخشی۔ جس سے مبشر اولاد حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔ اسی طرح سے جب حضرت زکریا علیہ السلام پر بھی یہی کیفیت طاری ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی بطور موہبت قوت بخشی۔ جس سے حضرت یحییٰ پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیاز ہستی جو ہر زمانہ میں اپنے معجزانہ نشان دکھانے پر قادر ہے۔ اس زمانہ میں بھی اس نے اسی قسم کی معجزانہ قوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بطور موہبت مرحمت فرمانے کے بعد مبشر اولاد بخشی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی حالت بیان فرماتے ہیں:-

"ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا۔ کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا۔ اور میں بہت سی امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ ...... میری حالت کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اور میری اس شادی پر بعض دوستوں نے افسوس کیا ...... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے ...... غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی۔ اور مجھے اس نے رفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا۔ کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی۔ اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈالی ہے۔ کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا۔ کہ ہر وہ صحت۔ طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی۔ اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی۔ تو میں اسجگہ اس واقعہ کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کے لئے مجھے عطا کیا گیا۔ بہ تفصیل بیان کرتا۔ تو معلوم ہوتا۔ کہ ہمارے قادر و قیوم کے نشان ہر رنگ میں ظہور میں آتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کا قائم مقام دیکھا۔ اس لئے میرا یقین ہے۔ کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۳۵-۳۶)

پھر حضور فرماتے ہیں:" عرصہ تقریباً اٹھارہ برس کا ہوا ہے کہ میں (۱۸۶۶ء) کو میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر چند آدمیوں کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس بات کی خبر دی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ انا نبشرک بغلام حسین یعنی ہم تجھے ایک حسین لڑکا عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ یہ الہام ایک شخص حافظ نور احمد امرتسری کو سنایا۔ جو اب تک زندہ ہیں۔ اور بباعث میرے دعویٰ مسیحیت کے مخالفوں میں سے ہیں۔ اور نیز یہی الہام شیخ حامد علی صاحب کو جو میرے پاس رہتا تھا۔ سنایا اور ہندوؤں کو جو آمدورفت رکھتے تھے۔ یعنی شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو بھی سنایا۔ اور لوگوں نے اس الہام سے تعجب کیا۔ کیونکہ میری پہلی بیوی کو عرصہ بیس سال سے اولاد ہونی موقوف ہو چکی تھی۔ اور دوسری کوئی بیوی نہ تھی۔ لیکن حافظ نور احمد نے کہا۔ کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب ہے۔ کہ وہ لڑکا دے۔ اس کے قریباً تیس برس کے بعد ...... دہلی میں میری شادی ہوئی۔ اور خدا نے وہ لڑکا عطا کیا۔ اور تین اور عطا کئے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۳۴)

ان ہر دو اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کی دوسری شادی کے وقت حضرت مسیح موعودؑ کی قوت کالعدم تھی اور خداوند تعالیٰ نے اعجازی رنگ میں بطور موہبت قوت بخشی۔ جس کے نتیجہ میں مبشر اولاد پیدا ہوئی۔ اور چونکہ اولاد میں اثر باپ اور ماں دونوں کا ہوتا ہے۔ اور مبشر اولاد کے لئے یہ بھی ضروری تھا۔ حضرت مسیح موعود کی شادی کسی ایسے گھرانہ میں ہوتی۔ جس کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود بروز محمد اور مصداق آیت و آخرین منھم کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں شامل کرنے کا باعث ہو۔ جس تعلق اور نسب کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔ سلمان منا اھل البیت۔ چنانچہ اس تعلق کو ایسے خاندان میں قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عجیب سامان مہیا فرمائے۔ جس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضےٰ صاحب کا ۱۸۷۶ء میں انتقال ہوا۔ تو انہی ایام میں ایک عظیم الشان ہستی کو یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب جو دہلی کے رہنے والے تھے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی صہری ابوبیت کے لئے انتخاب کیا ہوا تھا۔ ۱۸۶۸ء میں محکمہ نہر میں بعہدہ اوورسیر پنجاب میں لے آیا۔ حضرت میر صاحب کی تعیناتی پہلے امرتسر اور پھر سٹھیالی اور کاہنووان اور موضع تتلہ وغیرہ جو متصل قادیان دیہات تھے ہوتی رہی۔ پھر آپ کی تبدیلی لاہور میں ہو گئی۔ اور وہاں سے انبالہ چھاؤنی میں ہوئی۔ وہاں سے لدھیانہ۔ لدھیانہ سے پٹیالہ اور پٹیالہ سے پھر لدھیانہ میں تبدیلی ہو گئی۔ پٹیالہ سے پھر فیروزپور تبدیلی ہوئی۔ یہ ۱۸۹۳ء کا زمانہ تھا۔ فیروزپور سے آپ کی تبدیلی آتھم کے رشتہ داروں نے ہوتی مردان میں کرا دی۔ ہوتی مردان پسند نہ آنے کی وجہ سے فرلو لے کر قادیان تشریف لے آئے۔ اور قادیان میں ہی پنشن لے کر مقیم ہو گئے۔

حضرت میر صاحب کا شجرہ نسب ننھیال کی طرف سے حسب ذیل ہے۔ میر ناصر نواب صاحب بن ناصر امیر بن شاہ محمد نصیر بن بن زینب النساء بیگم بنت خواجہ میر درد بن خواجہ محمد ناصر عندلیب بن نواب روشن الدولہ بن خواجہ فتح اللہ خاں بن خواجہ محمد طاہر بن خواجہ عوض بخاری بن خواجہ سلطان احمد بن خواجہ مبرک بن سلطان احمد ثانی بن خواجہ قاسم بن خواجہ شعبان بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ زین العابدین۔ بن خواجہ حضرت بہاؤالدین نقشبندی بن خواجہ عبداللہ بخاری۔ بن خواجہ جلال الدین بخاری۔ بن خواجہ کمال الدین بخاری۔ بن سید حسین ملقب بن سید حسین اکبر بن سید عبداللہ بن سید فخرالدین بن سید بلاق بن سید محمود علی بن سید حسین مقبول۔ بن سید حسن محمد تقی بن سید عبداللہ بن سید جامع بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی تقی بن امام موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علیؓ جن کی شادی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہؓ بنت خدیجہؓ سے ہوئی تھی۔ اس خاندان سادات میں یہ بھی خصوصیت تھی۔ کہ ان کی اکثر لڑکیاں اور لڑکے خاندان مغلیہ میں شادی شدہ تھے۔ حالانکہ حضرت میر صاحبؓ کی حرم مبارک سیدہ بیگم صاحبہ نانی اماں بنت قادر بیگم بنت نذر محمد بیگ صاحب ابن مرزا فولاد بیگ صاحب خاندان مغلیہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت میر صاحب ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۸۶۲ء میں ان کی شادی ہوئی۔ اسی خاندان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب۔ ترجمہ وہ خدا سچا خدا ہے۔ جس نے تمہاری دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہارے نسب کو شریف بنایا۔ جو فارسی خاندان سے معجون مرکب ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا نسب اس طرح ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ بن مرزا غلام مرتضیٰ بن مرزا عطا محمد بن مرزا گل محمد بن مرزا فیض محمد بن مرزا محمد قائم بن مرزا محمد اسلم بن مرزا بن مرزا الٰہ دین بن مرزا جعفر بیگ بن مرزا محمد بیگ بن مرزا عبدالباقی بن محمد سلطان بن مرزا ہادی بیگ۔ معلوم ہوتا ہے۔ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی وقت بطور خطاب ان کو ملا تھا۔ جیسا خان کا لفظ بطور خطاب کے دیا جاتا ہے۔ بہرحال جو خدا نے ظاہر فرمایا ہے۔ وہی درست ہے۔ یعنی حضور کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءھا کے خاندان کے حالات پہلو بہ پہلو چلتے تھے۔ ایک خاندان سمرقند (بخارا) سے آیا۔ تو دوسرا خاندان بھی بخارا کے کسی حصہ سے آیا۔ ایک دہلی میں بادشاہ کی خواہش کے مطابق آباد ہوا۔ تو دوسرا قادیان ضلع گورداسپور میں۔ گو بظاہر دہلی والے پنجاب والوں کو لڑکیاں نہیں دیتے۔ مگر مشیت ایزدی حضرت میر صاحب کو پہلے دوران ملازمت میں کھینچ کر ضلع گورداسپور میں لے آئی۔ اور بعد میں عین جس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب کا انتقال ہوا۔ اسی دوران میں حضرت میر صاحب نے صہری ابوبیت نے جگہ لے لی۔

پھر فرمایا:" چنانچہ ایک الہام میں تھا۔ کہ خدا نے تمہیں اچھے خاندان میں پیدا کیا۔ اور پھر اچھے خاندان سے دامادی کا تعلق بخشا۔ سو قبل از ظہور تمام الہامات لالہ شرمپت کو سنا دئے گئے۔ پھر خوب اسے معلوم ہے۔ کہ بغیر ظاہری تلاش اور محنت کے محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقریب نکل آئی۔ یعنی نہایت ہی نجیب اور عالی نسب ...... بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا۔ اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیاری مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے بہم پہنچائے کہ ایک ذرہ بھی فکر نہ کرنا پڑا۔ اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورا کئے چلا جاتا ہے۔" (شحنۂ حق صفحہ ۵۷-۵۸)

پھر حضرت مسیح موعودؑ کی ایک رویا ہے۔ جو اخبار بدر جلد ۲ نمبر ۱۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۹۔ الفضل جلد ۱۹ نمبر ۱۲۶ میں شائع ہو چکی ہے۔

"ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھ کر لائے ہیں۔ جو پھلدار ہے۔ اور جب مجھ کو دیا۔ تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا۔ جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تھا۔ اور نہایت سبز تھا۔ اور پھولوں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور پھل اس کے نہایت شیریں تھے۔ مگر معمولی درختوں میں سے نہیں تھا۔ ایک ایسا درخت تھا۔ کہ کبھی دنیا میں نہیں دیکھا گیا۔ میں اس درخت کے پھل اور پھول کھا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔"

جب ۱۸۶۲ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہامات

کثرت سے شروع ہوئے۔ انہی دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی کی شادی کے تین سال بعد ۱۸۶۵ء میں ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام حضرت میر صاحب نے نصرت جہاں بیگم رکھا۔ گو بعد میں حضرت میر صاحب نے وہابیت کے اثر کے ماتحت نام عائشہ بیگم تبدیل کر دیا تھا۔ اور حضرت میر صاحب اسی نام سے ہی پکارا کرتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود ؑ کی تحریروں کی وجہ سے پھر اصلی نام نصرت جہاں بیگم ہی مشہور عالم ہو گیا۔ حضرت میر صاحب اپنی لڑکی کے لئے شروع سے یہ دعا کرتے رہتے تھے۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا کہ یا اللہ کسی بزرگ اور نیک آدمی سے ان کا رشتہ ہو جائے۔ قریباً ۱۸۷۶ء میں جب حضرت میر صاحب موضع تتلہ کی نہر پر کھدوائی کروا رہے تھے۔ تو نانی اماں بیمار ہو گئیں۔ تو اس وقت مرزا غلام قادر صاحب جو ضلع کے افسروں میں سے تھے۔ اور علاقہ کے رئیس بھی تھے۔ ان کا تعارف حضرت میر صاحب سے ہو چکا تھا۔ مرزا صاحب نے میر صاحب کو اپنی بیوی کا اپنے والد صاحب حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے قادیان میں علاج کروانے کا مشورہ دیا۔ جس کے لئے حضرت میر صاحب پہلی مرتبہ قادیان تشریف لائے۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ سے بھی تعارف پیدا ہوا۔ اس واقعہ کے دوسرے سال جب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا انتقال ہو گیا۔ تو مرزا غلام قادر صاحب بوجہ ملازمت جو ان دنوں گورداسپور میں ہی رہتے تھے۔ ان کی دعوت پر حضرت میر صاحب نے قادیان میں ان کے گھر پر ہی رہائش اختیار کی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود ؑ تو بہت کم ہی گھر میں آتے تھے۔ اور میر صاحب کو پردہ وغیرہ کی بھی تکلیف گوارا نہ کرنی پڑتی تھی۔ ان دنوں حضرت ام المومنین کی عمر ۱۲ سال کی تھی۔ ان حالات کی روشنی میں حضرت میر صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بچشم خود اچھی طرح سے دیکھ لیا۔ جس کے بعد حضرت میر صاحب کا تبادلہ لاہور میں ہو گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے لئے وہ اپنے اہل و عیال کو قادیان چھوڑ گئے اور بعد میں ان کو لاہور لے آئے۔ ان ایام میں حضرت میر صاحب حضرت مسیح موعود کی نیکی اور تقویٰ کو اچھی طرح سے ملاحظہ کر چکے تھے۔ اور اسی بناء پر حضرت میر صاحب حضرت مسیح موعود ؑ کو اپنی لڑکی کے رشتہ کے متعلق دعا کے لئے درخواست کرتے رہتے تھے۔ جس پر حضرت مسیح موعود ؑ کو اس رشتہ کے متعلق اپنے لئے ہی تحریک کرنے کا موقعہ ملا۔ چنانچہ حضرت میر صاحب نے اسکو قبول فرما لیا۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ کی وہ موعودہ شادی جس کی خبر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے دی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود ؑ کے نشانات میں سے یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ یتزوج ویولد لہ جو ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو بمقام دہلی پورا ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود ؑ کی عمر ۴۹ سال اور حضرت ام المومنین کی عمر ۱۹-۲۰ سال

تھی۔ جس وقت حضرت مسیح موعود ؑ بیاہنے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ تو حضور کے ساتھ شیخ حامد علی صاحب رض اور لالہ ملاوامل صاحب تھے۔ حضور کا نکاح مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے بین العصر والمغرب مسجد خواجہ میر درد صاحب میں بعوض مہر گیارہ سو روپیہ بروز پیر ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء پڑھایا۔ حضرت مسیح موعود ؑ نے مولوی صاحب کو پانچ روپے اور ایک مصلیٰ نذرانہ دیا۔ حضرت مسیح موعود ؑ اپنے ساتھ کوئی زیور اور کپڑا نہ لے گئے تھے۔ صرف ۲۵۰ روپیہ ساتھ تھا۔ جب حضرت ام المومنین سسرال میں آئیں۔ تو ادھر بھی عجیب کیفیت تھی۔ حضرت مسیح موعود ؑ کے سب رشتہ دار حضور کے مخالف تھے۔ اور نہ ان رشتہ داروں کو حضور سے کچھ ہمدردی تھی۔ ان حالات میں حضرت ام المومنین تن تنہا حضرت مسیح موعود ؑ کے گھر میں تشریف لائیں۔ اس طرح سے وہ موعود شادی جس کا حدیثوں میں ذکر تھا۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ کے الہامات میں بھی ذکر تھا معرض وجود میں آئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین کو اکثر دفعہ اپنے والدین سے ملاقات کے لئے جہاں کہیں بھی حضرت میر صاحب تعینات تھے۔ لے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ؑ کو اسی بیوی کے متعلق ۱۸۸۱ء میں الہام ہوا۔ اشکر نعمتی رأیت خدیجتی براہین احمدیہ ص۵۵۸۔ ترجمہ۔ میرا شکر کرو۔ کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ تو الہام الٰہی میں حضرت ام المومنین کا نام خدیجہ بیان فرمایا۔ کیونکہ حضور بخیال کے لحاظ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حرم مبارک حضرت خدیجہ کی نسل سے تھیں۔ اور آخری زمانہ میں مسیح موعود ؑ جو بروز محمد ہے۔ ان کے عقد میں آئیں۔ اسی لئے خدیجہ کے نام سے اللہ تعالیٰ نے یاد فرمایا۔

"یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس رشتہ کی طرف تھی۔ جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا۔ ...... اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا۔ کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔ جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا۔ اور نیز یہ اشارہ تھا۔ کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہو گی"

(نزول المسیح ص۱۴۶-۱۴۷)

ایک دفعہ مسجد میں بوقت عصر یہ الہام ہوا۔ کہ میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ سب سامان میں خود ہی کروں گا۔ اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہو گی۔ اس میں یہ ایک فارسی فقرہ بھی ہے۔

ہرچہ باید نو عروسے را ہماں ساماں کنم
وانچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم
۱۸۸۱ء

اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا۔ جو دہلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی۔ اور جیسا کہ لکھا گیا تھا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ بغیر سابق تعلقات کے قرابت اور رشتہ کی دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی

ہو گئی .... سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ تیری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالیگا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا۔ جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہو گا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جس طرح سادات کی دادی شہر بانو تھی۔ اسی طرح میری بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہو گی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا نے تمام جہانوں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے۔ کہ کبھی ناموں میں بھی اسکی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔

(تریاق القلوب ص۶۴-۶۵)

ان حالات میں حضرت مسیح موعود ؑ کی شادی ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء یعنی اشاعت براہین احمدیہ کے بعد اور دعویٰ مسیحیت و بیعت سے پانچ سال پہلے ہوئی۔ اور اس طرح سے جب حضرت مسیح موعود ؑ کے اپنے والد ماجد کا انتقال ہو چکا۔ تو اللہ تعالیٰ نے خسر اور بیت حضرت میر صاحب کو حضور کا مددگار اور سرپرست بنا دیا۔ حضرت میر صاحب دعویٰ مسیحیت کے بعد کچھ عرصہ مخالف رہے۔ مگر ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود ؑ کی بیعت میں داخل ہو کر ۱۹۰۸ء تک حضرت مسیح موعود ؑ کی دست و بازو بنے رہے۔ کیونکہ رسالہ الوصیت کی تحریر کے قبل کسی انجمن کا وجود نہ تھا۔ سلسلہ کے سب کاروبار اور چندے وغیرہ حضرت مسیح موعود خود ہی وصول فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت میر صاحب مرحوم رض جو اس وقت پنشن یافتہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی مدد سے سلسلہ کے سارے کام چلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت میر صاحب اپنی خود نوشت سوانح میں فرماتے ہیں:-

"گویا میں ان (حضرت مسیح موعود) کا پرائیویٹ سکرٹری تھا۔ خدمتگار تھا۔ انجینیر تھا۔ مالی تھا۔ زمین کا مختار تھا۔ معاملہ وصول کیا کرتا تھا۔"

حضرت مسیح موعود ؑ کو خود تو زمینوں اور جائیدادوں کی طرف توجہ نہ تھی۔ اور وہ اس مخمصہ میں پڑ کر دین کے کاموں میں روک نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔ خود حضور اپنی حالت شادی سے قبل یوں فرماتے ہیں۔ لفاظات الموائد کان اکلی۔ گھر کی بچی کھچی چیزیں میرے کھانے کے لئے آیا کرتی تھیں۔ تو ان حالات میں تمام کام حضرت مسیح موعود ؑ نے حضرت میر صاحب کے ہی سپرد کر دیا تھا۔ جس وقت حضور نے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد رکھنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور ۱۸۹۸ء میں اس مدرسہ کا آغاز فرمایا۔ تو حضرت میر صاحب اس سکول کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ نیز حضرت میر صاحب کی زیر نگرانی جس جگہ احمدیہ سکول ہے۔ ڈھابوں کی بھرتی وغیرہ پڑتی رہی۔ سلسلہ کی عمارات کے ناظم تھے۔ ۔۔۔ لنگر خانہ کا انتظام کلیۃً حضرت ام المومنین اور حضرت میر صاحب کے ہی سپرد تھا۔ غرضیکہ سلسلہ احمدیہ کے پہلے کارکن حضرت میر صاحب جن کو صہر النبوت کا مقام حاصل تھا۔ حضرت مسیح موعود کے مددگار رہے۔ چنانچہ جب مغرب زدہ لوگوں نے اعتراضات کئے۔ تو پہلے نشانہ حضرت میر صاحب اور حضرت ام المومنین ہی بنے۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعود ؑ نے جب دیکھا۔ کہ حضور کے وصال کا وقت قریب آ رہا ہے۔ اور کام بڑھ رہا ہے۔ تو حضرت ۔۔۔

بقیہ صفحہ ۳

آپ کی قدسی تاثیرات اور روحانی فیوض کے نقوش ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور آپ رہتی دنیا تک انبیاء کے لئے باعث افتخار اور موجب زینت ہوں گے۔ بالفاظ دیگر آپ کمالات نبوت کے حصول میں انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔ نہ ایسا نبی ہوا ہے۔ اور نہ ہو گا۔ سب خوبیاں اپنی پوری شان کے ساتھ آپ میں مجتمع ہیں۔ ؎

حسن یوسف۔ دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

— (۵) —

جماعت احمدیہ اور اس کا مقدس بانی علیہ السلام

لفظ خاتم النبیین کا یہ مفہوم ... ہیں۔ اور وہ سب بلا تاویل یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اب صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی صاحب خاتم ہیں۔ اور آپ کو ہی افاضۂ کمال کی قوت عطا کی گئی ہے۔ اس عقیدہ میں کسی نوع کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ ہاں مسلمان کہلانے والے دوسرے فرقے سنی۔ اہلحدیث اور شیعہ وغیرہ ایک طرف تو کہتے ہیں۔ کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ "نبیوں کو بند کرنے والے" اور دوسری طرف بزعم خویش ایک ہی زندہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اتارنے کے لئے اپنے تجویز کردہ معنوں کی تاویل کرتے ہیں۔ کہ پرانے نبی آ سکتے ہیں۔ غور کیا جائے۔ کہ فوت شدہ انبیاء کو بند کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور ان کے لئے کسی کو خاتم النبیین قرار دینے کا سوال پیدا نہ ہوتا تھا۔ اور جو پیغمبر ہمارے بھائیوں کے نزدیک آسمانوں پر زندہ تھے۔ وہ خاتم النبیین کے ظہور کے باوجود بند نہ ہوئے۔ تو فرمایئے کہ تاویل کرنے والے کون ٹھہرے؟ اس سوال کو جانے دیجئے۔ کہ نبوت کو مطلقاً بند کر دینا وجہ فضیلت کیونکر ہے۔ اور خاتم النبیین مقام مدح میں کیونکر ثابت ہو گا۔ آپ صرف اس پر غور فرمائیں۔ کہ خاتم النبیین کے معنی متعین کر کے کونسا فریق تاویل کرتا ہے؟ نیز یہ بھی غور فرمائیں۔ کہ خاتم النبیین کے معنے متعین کرنے میں آیات احادیث۔ محاورات زبان اور استعمالات اہل عرب کو کون نظر انداز کرتا ہے۔ امید ہے آپ اندازہ کر سکیں گے۔ کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ باقی سب فرقے تاویل سے کام لیتے ہیں۔ اور محض اپنی کثرت تعداد اور عوام کے غوغا کے ماتحت جماعت احمدیہ پر غلط الزامات لگاتے ہیں۔ (خاکسار ابو العطاء جالندھری)

اسلام آزادی فکر کا سب سے بڑا حامی ہے

(۲)

از ابن علی بابری متعلم جامعہ احمدیہ احمد نگر

اگلے سال اپنے چیلنج کے مطابق ابوسفیان پھر میدان میں آیا۔ اس دفعہ مخالف اتنے کثیر تھے۔ کہ مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ شہر میں رہ کر مقابلہ کیا جائے۔ اور ان کے اس فیصلہ کی توثیق کا باعث خود یہود کی ریشہ دوانیاں بھی ہوئیں۔ جو کہ باوجود حلیف ہونے کے حی بن خطب جیسے لوگ کر رہے تھے۔ آخر شہر کے گرد خندق کھودی گئی اور مسلمان شہر میں ہی محصور ہو گئے۔ اس دفعہ بھی انفرادی مقابلوں میں نیز مجموعی طور پر کفار کو شکست ہوئی اور ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اس حادثہ سے فارغ ہو کر پھر انہوں نے عہد شکن اور مفسد یہود کی طرف توجہ کی جو کہ جنگ خیبر کی صورت میں اوراق تاریخ میں محفوظ ہے اور یہی حال تبوک اور موتہ کے غزوات کا ہے اور اسی زنجیر کی ایک کڑی فتح مکہ کا واقعہ ہے۔ جنگوں پر مجموعی طور پر غور کرنے کے بعد اب ہم ان کے بعض واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جن سے یہ مترشح ہوگا کہ جنگ جبراً مسلمان بنانے کے لئے لڑی گئی تھی یا حفاظت کے لئے۔ چنانچہ پہلی جنگ یعنی بدر میں مشرکین کے ستر جوان مسلمانوں کے پاس بطور جنگی قیدی کے تھے۔ چنانچہ ان سب کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا گیا۔ بلکہ یہاں تک رعایت کی گئی کہ جو نقد فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے۔ ان سے اس معاوضہ میں بعض کام لے کر رہا کر دیا گیا۔ مثلاً بعض کو صرف اس صلہ میں کہ انہوں نے چند ناخواندگان کو تعلیم دی رہا کر دیا۔ دیکھئے اگر جنگ زبردستی مسلمان بنانے کے لئے تھی تو کم از کم یہ تو شکار جو ہاتھ لگ چکا تھا اسے مسلمان کر لیا ہوتا۔ اسی طرح حدیبیہ کے موقع پر جنگ سے پرہیز کرنا اور سہیل کے بیٹے ابو جندل کو واپس لوٹا دینا جبکہ مسلمان مارے غصے کے آپے سے باہر ہو رہے تھے اور پھر ایسی شرائط کا تسلیم کر لینا جو کہ شکست کے مترادف ہوں۔ یعنی یہ کہ ہم ہر اس مکہ کے باشندہ کو جو مسلمان ہو کر بھی ہمارے پاس آئے گا واپس لوٹا دیں گے اور مشرکین ہمارے آدمیوں کے لوٹانے کے پابند نہ ہوں گے۔ نیز یہ کہ اس سال حج نہ کریں گے۔ اس بات کا کھلا کھلا ثبوت ہے کہ یہ جنگیں اشاعت اسلام کے لئے نہیں۔ بلکہ قیام امن کے لئے لڑی گئیں۔ اسی طرح کا یہ واقع ہے کہ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا اور جب ثمامہ [illegible] واسطے یمامہ مسلمان ہو گیا تو اس نے مکہ والوں کی شرارتوں کی وجہ سے ان کو غلہ بھجوانا بند کر دیا۔ اس پر اہل مکہ نے خطوط [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کے لئے غلہ کا انتظام فرما دیں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر اس نے دوبارہ غلہ بھجوانا شروع کر دیا۔ اگر جبری طور پر مسلمان کرنا مقصود خاطر ہوتا تو یہ ایک زرین موقعہ تھا مکہ کے رہنے والوں کو مسلمان کرنے کا۔ کیونکہ سوائے یمامہ کے ان کو غلہ میسر آنا محال تھا اور اگر ان سے قبولیت اسلام کی شرط کی جاتی تو سوائے قبولیت کے ان کے لئے کوئی چارہ نہ تھا مگر پھر بھی رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہ فرمایا۔ اب رہا یہ سوال کہ اسلامی طریق عمل کا رد عمل کیا ہوا۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر لوگوں کو جبراً مسلمان بنایا جاتا تو لازمی تھا کہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں لوگ جب کبھی بھی اس سیاسی دباؤ سے آزاد ہوتے تو ارتداد کا اعلان کر دیتے۔ لیکن ابوسفیان کی حالت کفر ہرقل قیصر روم کے دربار میں شہادت کہ کوئی شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے ناراض ہو کر مرتد نہیں ہوتا اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل اور اس زمانہ کے لوگوں کے تاثرات کے ذکر کرنے کے بعد جس سے کہ یہ روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ اسلام آزادی فکر کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ مشہور مذاہب کی تعلیم ان کے متبعین کے اعمال بھی ان کے مسلمات میں سے ہدیہ ناظرین کئے دیتا ہوں تاکہ اسلام کے حسین ترین چہرے کا نکھار ان زشت رؤوں کی موجودگی میں اور بھی نمایاں ہو جائے کسی نے کیا خوب کہا ہے

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ سیاہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را

سب سے پہلے میں یہودیت کی تعلیم دوبارہ احکام جنگ پیش کرتا ہوں۔ جس سے ان کی تنگ ظرفی اور کوتاہ نظری کا اندازہ بخوبی ہو سکے گا۔ بطور مشتے از خروارے درج ذیل ہے پیدائش باب ۳۴ آیت ۲۵-۲۷-۲۸ میں لکھا ہے "یعقوب کے بیٹوں میں سے دینہ کے دو بھائی شمعون اور لاوی اپنی اپنی تلواریں لے کر جرأت سے شہر پر آ پڑے اور سب مردوں کو قتل کیا اور حمور اور اس کے بیٹے سکم کو بھی تلوار کی دھار سے مار ڈالا انہوں نے ان کی بھیڑ بکریاں اور ان کے گائے بیل اور ان کے گدھے اور جو کچھ کہ شہر میں اور کھیت پر تھا لوٹ لے [illegible] کیا۔ یہ معلوم ہو کہ ایک ایسے شہری حصہ سے ہوا۔ چونکہ اکابر بنو اسرائیل سے شرائط صلح طے کر کے ان پر سکم پیرا ہو گئے تھے۔ یعنی یہودیت کا ایک رکن دو پور اکر چکے تھے۔ اور ختون بن چکے تھے۔ جو کہ شرط صلح قرار پائی تھی۔ مگر پھر بھی انہیں دھوکہ سے قتل کیا گیا۔ اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے۔ اسی طرح اعداد کے اکتیسویں باب میں لکھا ہے۔ کہ جب بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے مدیانیوں کو فتح کیا تو انہوں نے ان کے اموال لوٹے اور جائداد اور ان پر قبضہ کیا۔ اور مردوں کو قتل کیا۔ مگر رحم کھا کر بچوں اور عورتوں کو زندہ رہنے دیا۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی۔ تو لکھا ہے کہ "اور موسیٰ لشکر کے رئیسوں پر اور ان پر جو ہزاروں کے سردار تھے۔ اور ان پر جو سینکڑوں کے سردار تھے۔ جو جنگ کر کے پھرے غصہ ہوا۔ اور ان کو کہا کہ کیا تم نے سب عورتوں کو جیتا رکھا۔ دیکھو یہ بلعام کے کہنے سے فغور کی بابت خداوند کے آگے اسرائیل کے گناہگار ہونے کا باعث ہوئیں۔ سو تم ان بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو۔ اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف تھی۔ جان سے مارو" اعداد باب ۳۱ آیت ۱۵ تا ۱۸۔ یہ ہے رواداری اور آزادی فکر کی تعلیم جو کہ یہود کے ہاں پائی جاتی ہے۔ پھر اسی کتاب میں لکھا ہے :-

"خداوند نے موآب کے میدانوں میں یردن کے کنارے یرسموں کے مقابل موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل کو خطاب کر اور انہیں کہہ کہ جب تم یردن سے پار ہو کے زمین کنعان میں داخل ہو۔ تو تم ان سب کو جو اس زمین کے باشندے ہیں اپنے سامنے سے بھگاؤ۔ ان کی مورتیں فنا کر دو۔ ان کے ڈھالے ہوئے بتوں کو نابود کر دو اور ان کے سب اونچے مکانوں کو ڈھا دو۔ اور ان کو جو اس زمین کے بسنے والے ہیں۔ خارج کر دو اور وہاں آپ بسو کیونکہ میں نے وہ سرزمین تمہیں دی ہے کہ تم اس کے مالک ہو" اعداد باب ۳۳ آیت ۵۰ تا ۵۴

مندرجہ بالا حوالوں سے یہود کی کشادہ دلی اور آزادی فکر کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کے بعض ایسے اقوال جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں پیش کرتا ہوں۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ وہ انسان جسے ساری زندگی میں تکالیف کا ہی سامنا کرنا پڑا۔ طمانچے کھاتا رہا۔ کانٹوں کا تاج پہنا اور بالآخر مگر خلاف امید و خواہش صلیب پر لٹکنا پڑا۔ غرضیکہ اس کی زندگی بھر اسے کوئی ایسا ایک موقع بھی نصیب نہ ہوا۔ کہ وہ اپنی رواداری اور آزادی فکر کی تعلیم کا اظہار کر سکے باوجود اس کے ہمیں انجیل سے ایسے حوالے ملتے ہیں۔ جن میں آئندہ بعثت کے متعلق اپنے پروگرام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جب ہمیں وہاں مرالیسے تخیلات ملیں۔ کہ جو خلاف رواداری اور آزادی فکر ہوں تو طبعی طور پر ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ اگر ایسے شخص نے اپنی زندگی میں کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کی۔ اور نرمی اور صلح کی تعلیم دی ہے۔ تو وہ صرف اس کی بے بسی اور لاچاری کی وجہ سے تھی۔ اور اس کا حلم اور بردباری کی مرہون منت تھی۔ مخالفین کے رعب اور طاقت کی۔ اس پر طرہ یہ کہ وہ شریعت جس کا وہ تابع ہے۔ اسی ظلم و ستم کے احکام اچھی خاصی تعداد میں موجود ہوں۔ چنانچہ متی باب ۱۰ آیت ۳۴ میں لکھا ہے۔

"جب میں آؤں گا۔ دنیا کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی۔"

پھر متی باب ۱۶ آیت ۲۷ میں لکھا ہے:-

"کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں فرشتوں کے ساتھ آوے گا۔ تب ہر ایک کو اس کے کام کے مطابق سزا دیگا۔ بعضے ابھی موت کا مزہ نہ چکھیں گے"

پھر متی باب ۸ آیت ۳۲ میں لکھا ہے:-

"سوروں کے غول کو مسیح نے ہلاک کیا۔" اور متی باب ۷ آیت ۶ میں انسانوں کو کتے اور سور قرار دیا ہے۔ پس ان حوالوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کے دماغ میں انتقام اور جبر کے جذبات شدت کے ساتھ موجزن تھے۔ مگر بباعث ناتوانی اور قلت انصار و اعوان کچھ نہ کر سکے۔ اور حلیم اور بردبار بنے رہے۔ اس پر طرہ یہ کہ حضرات متبعین مسیح طیطس رومی کو مسیح کی آمد ثانی قرار دیتے ہیں۔ جس کی خونریزی دنیا پر آشکار ہے

وفات

خان صاحب منشی برکت علی صاحب جوائنٹ ناظر بیت المال کی اہلیہ صاحبہ قریباً ڈیڑھ ماہ کی بیماری کے بعد بمقام راولپنڈی مورخہ ۲۱ ۱۲/۴۹ بروز بدھ وفات پا گئیں۔ مرحومہ کا جنازہ بذریعہ ٹرک جمعرات کی شام کو ربوہ پہنچا۔ جمعہ کے دن سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جنازہ پڑھایا۔ اور حضور نے نعش کو کندھا دیا۔ جنازہ پڑھنے والوں میں مقامی جماعت اور بیرونی مہمانان جلسہ سالانہ کی تعداد ڈیڑھ ہزار کے قریب تھی۔ مرحومہ صحابیہ اور موصیہ تھیں۔ انہیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواست دعاء

میری اہلیہ دیر سے بعارضہ ضعف قلب اور دمہ وغیرہ بیمار چلی آ رہی ہے۔ خصوصاً سردیوں میں تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے مخلصین سلسلہ احمدیہ و درویشان قادیان سے درخواست ہے۔ کہ صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

شیخ جلال الدین اگزیکٹو افسر مری چھاؤنی

یاد رکھو

فرمایا :-

(۱) یاد رکھو ! بہرحال قربانی خواہ کیسی ہی ہو۔ جب تک انسان اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے سپرد نہ کرے اور اس کی قربانی میں خلوص اور محبت نہ ہو اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس نہ صرف قربانیوں کی ضرورت ہے بلکہ اس اخلاص کی بھی ضرورت ہے۔ جو قربانیوں کو نتیجہ خیز بناتا ہے۔

(۲) چندہ دہندگان اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد پڑھ کر آپ دفتر اول کے سولہویں سال اور دفتر دوم کے چھٹے سال کی قربانی پیش کرتے ہوئے دل میں نیت کریں۔ میں اللہ تعالےٰ کی خالص رضا اور اسی کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے مقدس امام کی آواز پر لبیک کہتا ہوا یہ حقیر رقم پیش کر رہا ہوں اور اللہ تعالےٰ کے حضور یہ دعا ہے۔ کہ وہ اس حقیر قربانی کو قبول فرما کر انجام بخیر کرے۔ احباب کرام کو اپنے وعدے تحریک جدید کے جہاد میں نہایت انشراح صدر اور دل کی خوشی اور اپنی آزاد مرضی کے ساتھ گذشتہ سالوں سے بڑھا کر پیش کرنا چاہیئے۔

(۳) وہ احباب جو دفتر اول کے پندرھویں سال کے وعدے تاحال ادا نہیں کر سکے۔ انہیں یاد رہے کہ پانچہزاری فوج کے جو احباب اپنے وعدے ۸ دسمبر تک ربوہ میں داخل کر دیں گے۔ ان کی ادائیگی وقت کے اندر سمجھی جائے گی۔

پس پاکستان سے بیرونی جماعتیں یعنی ہندوستان اور دیگر بیرونی ممالک کی جماعتیں نئے سال کے وعدے شاندار اضافہ کے ساتھ براہ راست حضور کی خدمت میں ربوہ میں پیش فرمائیں۔ پاکستان سے بیرونی ممالک کی جماعتوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ دفتر اول کے پندرھویں سال اور دفتر دوم کے پانچویں سال کے وعدے پورے کرنے کی آخری میعاد ان کے لئے ۳۰ اپریل ۱۹۵۰ء ہے۔ ہندوستان کی جماعتیں تحریک جدید کا چندہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ بیرونی ممالک کی ہر جماعت اپنا وعدہ حضور کی خدمت میں ربوہ میں پیش کرے۔ (وکیل المال)

اسلام پور اسٹیٹ ضلع ٹھٹھہ کے حصہ داران کے پتے درکار ہیں

تمام حصہ داران اسلام پور اسٹیٹ کو تاکید ہے کہ وہ یہ اشتہار پڑھتے ہی مجھے اپنا پورا نام معہ ولدیت اور موجودہ پتہ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کر دیں۔ انتقالات کے لئے یہ اطلاع ضروری ہے۔ میں یہاں جنوری کے آخر تک رہوں گا۔ اس سے پہلے یہ اطلاع یہاں پہنچ جانی چاہیئے۔

نیز اپنے حصہ کی اراضی کی کاشت کے لئے بھی دوستوں کو میری موجودگی میں یہاں پہنچ جانا چاہیئے تاکہ میرے سامنے ان کا بند و بست ہو جائے۔

جیسا کہ میں پہلے بھی اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ اگر مزارعان مقامی ہی رہے۔ تو زمین کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔

والسلام :- فتح محمد سیال

اسلام پور اسٹیٹ۔ ڈاکخانہ میرپور۔ بٹھورو۔ سندھ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج بہادر درجہ اول گوجرخان !

مسماۃ انور جان زوجہ عدالت خان قوم گکھڑ فیروزال ساکن ڈیرہ راجگان تحصیل گوجرخان

بنام

عدالت خان ولد سبز علی قوم گکھڑ فیروزال ساکن ڈیرہ راجگان تحصیل گوجرخان چک $\frac{10}{124}$ تحصیل چیچہ وطنی ضلع منٹگمری مدعا علیہ

دعویٰ تنسیخ نکاح

بنام عدالت خان ولد سبز علی قوم گکھڑ فیروزال ساکن ڈیرہ راجگان تحصیل گوجرخان حال چک $\frac{10}{124}$ تحصیل چیچہ وطنی ضلع منٹگمری

مقدمہ مندرجہ بالا میں عدالت خان مدعا علیہ نے لفافہ رجسٹری سے انکار کیا ہے۔ اب اس کی تعمیل معمولی طریقہ سے نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور مورخہ $\frac{1}{50}$ ۱۲ کو مقام گوجرخان حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اسکی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی آج بتاریخ ۲۲ ماہ دسمبر ۱۹۴۹ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا

مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ آرڈر رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس میاں منظور احمد صاحب نائب تحصیلدار سنگھڑ باختیارات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم

عبدالحسین شاہ ولد الہ بخش شاہ قوم سید معشوق الہ پوترہ سکنہ موضع کنبیر شاہ تحصیل سنگھڑ (مدعی)

بنام

ہتیہ رام وٹھاکر داس واودے بھان پسران وسندھ رام ومولا رام والیسر داس پسران گنیشہ رام وپوکھر وڈوگر پسران لکن رام اقوام اروڑہ ٹولیجہ سکنائے ہندوستان وگھنشامداس ولد بھیاری رام قوم اروڑہ بوجہ سکنہ ہندوستان (مدعا علیہم)

دعویٰ التقسیم قطعہ اراضی کھاتہ ۱۵

نمبرات خسرہ ۹۶-۹۷-۸۸-۸۹-۹۰-۸۲-۸۳-۸۶-۸۷-۸۸-۹۲-۹۳-۸۵-$\frac{92}{1}$

واقعہ موضع کنبیر شاہ تحصیل سنگھڑ

ہرگاہ بمقدمہ مندرجہ عنوان مدعا علیہم غیر مسلم ترک سکونت کر کے ہندوستان چلے گئے ہیں۔ جس پر تعمیل معمولی طریق سے ہونی محال ہے۔ لہذا ان کے نام اشتہار اخبار دیا جاتا ہے۔ کہ بتاریخ $\frac{1}{50}$ ۱۶ حاضر عدالت اصالتاً یا وکالتاً آ دیں۔ ورنہ ان کی غیر حاضری میں مقدمہ مسموع ہو کر کاروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۹ء ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ......

مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵ آرڈر رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس میاں منظور احمد صاحب نائب تحصیلدار سنگھڑ باختیارات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم

غلام محمد خان وعطا محمد خان نابالغان پسران الہ داد خان اقوام جعفر سیتھان سکنائے تونسہ شریف تحصیل سنگھڑ بسر براہی اللہ داد خان ولد غلام محمد خان جعفر سکنہ تونسہ شریف والد حقیقی خود۔ غلام محمد خان ولد محمد یار خان جعفر سکنہ تونسہ شریف رشتہ دار خود (مدعی)

بنام

پریم ساگر۔ محجہ رام۔ ہیجہ رام۔ رمیلداس پسران لیکھو رام گنیش داس ولد ٹھنگارام و مسماۃ لاجونتی و مسماۃ کھندی بائی۔ بیوگان ٹھنگارام ولد بھنبھو رام مدھو رام و بابو پسران جیبارام اروڑہ کیتھوریہ سکنائے موضع بوہڑ حال ہندوستان :- مدعا علیہم

درخواست تقسیم اراضی کھاتہ ۷

نمبر خسرہ ۸۱ / ۵ واقعہ موضع بوہڑ

ہرگاہ بمقدمہ مندرجہ عنوان مدعا علیہم غیر مسلم ترک سکونت کر کے ہندوستان چلے گئے ہیں۔ جن پر تعمیل معمولی طریق سے ہونی محال ہے۔ لہذا ان کے نام اشتہار اخبار دیا جاتا ہے کہ بتاریخ $\frac{1}{50}$ ۱۲ حاضر عدالت اصالتاً یا وکالتاً آ دیں۔ ورنہ اُن کی غیر حاضری میں مقدمہ مسموع ہو کر کاروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی

آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۹ء ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ......

مهر عدالت

راڈار کی میکانکی "آنکھ" کے بہتر استعمال کے لئے نیا چارٹ
۱۹۴۹ء کی اہم ایجاد

برطانیہ کے سمندری محکمے نے دنیا بھر کے جہازوں کو ایک ایسی چیز دی ہے جو تجارتی جہازوں کے بچاؤ کے لئے راڈار کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔ اور ۱۹۴۹ء کے بڑے بڑے کارناموں میں شمار ہوتی ہے یہ چیز نائب امیرالبحر سر گائی وٹ کی رہنمائی میں برطانوی بحریہ نے تیار کی ہے وہ بار انگلستان کے وسطی اور مغربی حصوں میں بہت دھند رہتی ہے۔ بعض اوقات طوفان بھی آتے ہیں۔ اور یہی جنوب کی طرف برطانیہ آنے کا رستہ ہے۔ اب جن جہازوں میں یہ راڈار لگا ہوا ہے۔ انہیں دھند اور تاریکی میں رستے کا صاف صاف پتہ چل جائے گا۔

برطانوی راڈار ریسرچ میں ترقی کا یہ صرف ایک پہلو ہے۔ ادھر جہاز رانوں کو ایک ایسا چارٹ مہیا کرنے میں سائنسدان مصروف رہے جس سے وہ راڈار کی میکانکی "آنکھ" کو زیادہ درستی کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں ادھر سائنسدانوں کا ایک اور گروہ جہازوں کے راڈار سیٹوں میں بہتری پیدا کرنے کی سعی میں مصروف رہے۔ راڈار چارٹ کی تیاری امن و جنگ دونوں قسم کے زمانوں کے لئے مفید ہے۔ اس سے ایک طرف جہازوں کی حفاظت ہو جاتی ہے دوسرے بین الاقوامی تجارت میں دیر سے جو وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے اس سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

راڈار چارٹ کی تیاری نتیجہ ہے۔ بحری افسروں اور سائنسدانوں کی متحدہ سعی کا۔ ساحلی جہازرانوں اور راڈار کے ماہروں نے سوچا کہ ساحل کے کونسے اوصاف ہوں کہ میلوں دور ان کا صحیح "عکس" ایک اچھے راڈار میں آ جاتے۔ سمندر پر انہی تجربات کو دہرایا گیا۔ اور ان کی تصویر لے کر پھر ریسرچ کی گئی۔

ہر قسم کے علم اور تجربے کے نتائج ایک نئے تجرباتی چارٹ میں درج کئے جاتے ہیں۔ انہی مسائل پر دوسرے ملکوں کے سائنسدان جو کچھ کرتے ہیں۔ ان کی معلومات بھی پاس رکھی جاتی ہیں ان سے رابطہ قائم رہتا ہے۔

جن لوگوں کے لئے راڈار چارٹ بنائے جا رہے ہیں۔ وہ بھی اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ بحریہ کی درخواست پر وہ جنوبی انگلستان آتے وقت "چارٹ نمبر ۹۴ ۲۶" استعمال کرتے ہیں۔

یہ لوگ ان سے جو نتائج اخذ کرتے ہیں۔ ان سے عملی سبق سیکھ کر ماہران چارٹوں میں مزید تبدیلیاں کرتے ہیں۔ اس کام میں حصہ لینے والے افسر کہتے ہیں کہ نیا راڈار چارٹ ایک طویل کام کی طرف ایک لیکن اہم قدم کی حیثیت رکھتا ہے ابھی انہیں بہت کچھ سیکھنا ہے۔ ریسرچ کا کام جاری رہے گا۔ وہ اس بات کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا بھر کے جہازرانوں کی مدد کے لئے نت نئی ریسرچ کریں۔

آج کی سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ جب ساحل کی طرف جانے کے لئے جہاز کا زاویہ بدلتا ہے۔ تو راڈار پر زمین کی تصویر مختلف نظر آتی ہے۔ اس سے ایسا چارٹ بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔ جو راڈار کی چادر پر زمین کی ہو بہو شکل کھینچ دے۔ (ب۔ و۔ س)

آئندہ تعلقات کے بارہ میں چین اور روس کے درمیان مذاکرات

لندن ۴ر جنوری۔ "لندن ٹائمز" کا ڈپلومیٹک نامہ نگار اس مقصد کے متعلق قیاس آرائی کرتے ہوئے جو چینی لیڈر اور اسٹالین چینی معاہدہ کے مذاکرات سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کہتا ہے کہ اس سابقہ معاہدہ کی شکل پر جو روس نے چیانگ کائی شیک کی فرم سے کیا تھا۔ نظر ثانی کی یقیناً ضرورت ہے۔

ان معاہدوں نے جنوبی اور مشرقی منچوریا کی ریلوے کا روس کو مشترک مالک بنا دیا تھا۔ اور بندرگاہ آرتھر کو مشترک روسی چینی بحری مستقر اور دائیریاں کو آزاد بندرگاہ بنا دیا جو عملاً صرف روسی استعمال ہی کے لئے آزاد تھا ــ معاہدہ کے ساتھ منسلک دستاویزات نے اسے "سامراجی" رنگ دیدیا تھا۔ اور چند دن ہوئے ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا تھا کہ چینی اشتراکی حکومت ان تمام عہدناموں پر نظر ثانی کرے گی۔ جو کومنٹانگ نے غیر ملکی طاقتوں سے کئے تھے۔

"ٹائمز کے نامہ نگار کا کہنا ہے کہ چینی اشتراکیوں نے اپنے پراپیگنڈا میں اس روسی معاہدہ یا اس سے منسلک کاغذات کی کسی تفصیل پر شکایت کا اظہار نہیں کیا ہے۔ تبت کا مستقبل ترکستان کی سرحدیں اور بیرونی منگولیا کی حیثیت سبھی ایسے مسائل ہیں جو دونوں فریق دوستانہ تعاون کے معاہدہ کی روشنی میں اٹھا سکتے تھے۔

مقالہ نگار کا مزید کہنا ہے کہ مجموعی طور توقع کی جاتی ہے کہ منچوریا کے متعلق روسیوں سے جھگڑے کے بجائے وہ اس کی بنا پر جنوب مشرقی ایشیا میں چین کا اثر پھیلانے کے لئے روسی مدد کا سودا کر لیں گے۔ وہاں انہیں بعض کمزور مقامات کی بھی توقع ہے جن میں برما شامل ہے۔ جس نے پیکنگ حکومت کو تسلیم کر لینے کی پیش کش کا غیر موزوں سا جواب دیا گیا ہے۔

آخر میں مقالہ میں کہا گیا ہے کہ ایسی پہلی غیر اشتراکی حکومت ہونے کی حیثیت سے جس نے پیکنگ کی حکومت کو تسلیم کیا تھا۔ شاید برما کی حکومت اپنے کو اس سے بہتر سلوک کا مستحسن سمجھ رہی تھی۔ ہمیں لازمی طور پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ چینی حکومت کا جواب برما میں تھاکن نو کے اشتراکی مخالفوں کے ساتھ ایک ہمدردانہ اشارہ ہے۔ (استار)

نام کی تختیاں بدلی جائیں گی

لندن ۴ر جنوری۔ حکومت کے صادر کردہ حکم کے مطابق بوڈاپسٹ کے ایسے سینما گھر جن کے نام میں "وائل" اور "شکیل" کی مغربی آمیزش ہے ان کو اپنے نام بدلنا ہوں گے۔ اسی حکم کے مطابق ایسے دوکانداروں کے بھی نام کی تختیاں "جس سے آزادی کے جذبہ کا پتہ چلتا ہے" بدل کر معمولی تختیاں لگانی ہوں گی۔ یہ حکم ہنگری کے پنج سالہ منصوبہ کے آغاز کے ساتھ ہی نافذ ہوا ہے۔ بوڈاپسٹ کا دعوے ہے کہ یورپ کے سب سے آباد شہروں میں وہ اب ساتویں نمبر پر آ گیا ہے۔ (استار)

کہا جاتا ہے کہ فوجی سامان کے بدلہ میں جزیرہ پر بحری اور فضائی مستقر حاصل کرنے کے امریکی منصوبہ پر واشنگٹن کے مبصرین اب تک تنقید کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر فارموسا میں ایسے امریکی مستقر کے باوجود بھی اشتراکی حملہ کرنے سے باز نہ رہے تو امریکہ کو اشتراکیوں سے کھلی جنگ لڑنا پڑے گا۔

نامہ نگار نے یہ بھی بتایا ہے کہ محکمہ خارجہ کا خیال ہے کہ "فارموسا کی مدافعت کرو" کی پالیسی سے ہندوستان کو اختلاف ہوگا جس نے پیکنگ کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ مزید یہ کہ کولمبو میں ہونے والی دولت مشترکہ کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس اور دولت مشترکہ کے تسلیم کر لینے کے موجودہ رجحانات کے پیش نظر آخری فیصلہ کرنا صدر ٹرومین کے لئے زیادہ دشوار ہو رہا ہے۔ (استار)

فارموسا پر اشتراکی حملہ کو روکنے کی کوشش

لندن ۴ر جنوری۔ اس ہفتہ سان ڈیگو کی خلیج سے جب وہ تباہ کن جہازوں کی معیت میں ستائیس ہزار ٹن کا امریکی طیارہ بردار "بوکسر" بحرالکاہل کے امریکی بیڑہ میں شریک ہونے کے لئے روانہ ہوگا۔ تو وہ دراصل فارموسا پر اشتراکی حملہ میں تاخیر پیدا کرنے کی ایک کوشش ہوگی۔

جہاز پر ۵۰ طیاروں کا دستہ ہوگا جو اس فورے میل حریف رو بار کی فضا کو مخالف طیاروں سے صاف رکھنے کے لئے کافی ہیں جو اشتراکی چین کو چیانگ کائی شیک کی آخری پناہگاہ سے علیحدہ کرتا ہے۔ جاپان میں بھی سٹار پر طیارے اور اوکی ناوا میں جیٹ فائیٹر طیارے موجود ہیں۔

یہ اطلاع وسیع پیمانہ پر مشتہر ہو رہی ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے سمندر میں بھی امریکہ نے اشتراکیت کے خلاف وہی خط کھینچ دیا ہے جو اس نے مغرب میں مارشل منصوبہ کے ابتدائی دنوں میں کھینچا تھا اور وہ یہ کہ کہنا چاہتے ہیں کہ "اس خط کے اس طرف نہ آنا"

نامہ نگار مذکور اس کی وضاحت کے لئے شہادت بھی پیش کرتا ہے کہ تصادم لازمی طور پر متوقع نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ تحریکیں پارسن کے نمونہ کا طاقت کا مظاہرہ ہیں اور یقین کیا جاتا ہے کہ بیڑا کو مشرق کی جانب روانہ ہونے کا حکم "اس امید میں دیا گیا ہے کہ روز بار فارموسا میں امریکی جھنڈے کا نظارہ جزیرہ کو چیانگ کے لئے محفوظ تر اور کانگرس کو نظم و نسق کے لئے زیادہ پرسکون جگہ بنا دے گا" لیکن صدر ٹرومین کو آئندہ چند دنوں میں یہ فیصلہ کر لینا ہوگا کہ وہ چیانگ کی مدد کریں گے؟

اطالیہ کے جہاز پر ہڑتال

روم ۴ر جنوری۔ اطالوی جہاز رانوں کی یونین میں اشتراکیوں کی شورش کا اثر جس کے اس موسم سرما میں شدید ہونے کی توقع ہے کل جنیوا کی بندرگاہ کے ہڑتال میں نمایاں ہوئی جب کل بندرگاہ کے تمام مزدوروں نے پنشن کے حالات کے متعلق شکایات کی بنا پر کام بند کر دیا۔ نیا آرام وہ جہاز جو ۸۰۰ مسافروں کو لے کر جنوبی امریکہ جانے والا تھا اور پانچ دوسرے جہاز ہڑتال کی وجہ سے رکے پڑے ہیں۔ (استار)

قائد یادگار فنڈ کے لئے حیدرآباد تین لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کرے گا

حیدرآباد (سندھ) ۴ر جنوری حیدرآباد ضلع قائد اعظم یادگار فنڈ کے لئے ۱۰ر فروری تک تین لاکھ بیس ہزار روپے جمع کرے گا۔ ضلع کمیٹی نے شہری کمیٹی کے ۱۰ر جنوری کے اجلاس کے لئے ایک ہمت افزا منصوبہ تیار کیا ہے۔ (استار)